سوال

میرے والد مسلمان ہیں لیکن ان کے اسلام کے بارہ میں کچھ غلط افکار ہیں مثلا پردے اور اختلاط کے بارہ میں ان کا موقف کچھ اور ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ کیا رشتہ میں دین ہی اساسی حکم ہے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: کوئی بھی اللہ کے سب احکام پر عمل نہیں کرسکتا، حتی کہ ایک سے زائد بیویوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب احکام پر عمل نہیں کرسکے اور پھر میری ایک بہن مرتد ہوکر عیسائیت اختیار کرچکی ہے اور والد نے اس کو ناپسند نہیں کیا، بلکہ اسے مجھ سے بہتر شمار کرتے ہیں، اور میری والدہ بھی نصرانیہ ہے، میرے لیے ایک دین اور اخلاق والے شخص کا رشتہ آیا لیکن وہ اپاہج تھا میں اس رشتہ پر راضی تھی لیکن میرے والد صاحب نے اس کی معذوری کی بنا پر اور خاندان میں فرق ہونے کی وجہ سے کہ ہم مالدار ہیں اور وہ مالدار نہیں اس رشتہ سے انکار کردیا اور یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے پلاننگ کرکے میرے ساری اچھی اور نیک سوسائٹی اور صحبت سے تعلقات منقطع کردیے، اور بتدریج میری زندگی بدلنا شروع کردی، لہذا میں گھر چھوڑکر چلی گئی اور دو ماہ بعد میں نے شرعی عدالت میں جاکر مسلمان شخص سے شادی کرلی، میرا سوال یہ ہے کہ: آیا میری یہ شادی صحیح ہے یا نہیں، اور اپنے گھر والوں کے بارہ میں میرا موقف کیا ہونا چاہیے، کیا میں ان سے بائیکاٹ جاری رکھوں یا نہیں؟

جواب

الحمد للہ

اول:

ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے آپ کو استقامت اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق بخشی، اللہ سبحانہ وتعالی سے ہم مزید فضل کی دعا کرتے ہیں

دوم:

عورت کو نیک وصالح اور اخلاق ودین والے شخص سے شادی کرنے کی حرص رکھنی چاہیے جو اس کی حفاظت کرے اور دیکھ بھال کرتے ہوئے اس کا خیال رکھے، اور وہ اس کے لیے دین پر عمل کرنے میں اس کا معاون ثابت ہو اور عمل کرنے دے اور اسی طرح دین اسلام کے اصول وضوابط کے مطابق اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں معاونت کرے تاکہ وہ نیک وصالح بن سکیں

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جب تمہارے پاس کسی ایسے شخص کا رشتہ آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں اچھا لگے اور پسند ہو تو اس کی شادی کردو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بہت وسیع وعریض فساد بپا ہو جائیگا"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1084) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن قرار دیا ہے

سوم:

ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے، اور عورت کو ولی کے بغیر اپنا نکاح کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں؛ کیونکہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ملتی ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1881) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے اگر جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہے"

مسند احمد حدیث نمبر (14417) سنن ابوداود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2709) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

لیکن اگر لڑکی کا ولی کسی برابری کے رشتہ جس پر لڑکی راضی ہو شادی کرنے سے انکار کر دے تو وہ عاضل یعنی لڑکی کو نکاح سے روکنے والا شمار ہوگا، اور اس طرح یہ ولایت منتقل ہو کر اس کے بعد والے عصبہ مردمیں سے ولی کو مل جائیگی

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اور عضل کا معنی یہ ہے کہ : عورت اگر برابری کے رشتہ سے شادی کا مطالبہ کرے اور دونوں ایک دوسرے میں رغبت رکھیں اور ولی اسے شادی نہ کرنے دے تو یہ عضل کہلاتا ہے

چاہے وہ عورت مہر مثل یا اس سے کم میں شادی کرنے کا مطالبہ کرے، امام شافعی ابو یوسف اور محمد کا قول یہی ہے ....

اور اگر عورت کسی بعینہ برابر کے رشتہ میں رغبت رکھتی ہو، اور ولی اس کے علاوہ کسی دوسرے برابر کے رشتہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہو، اور جس سے لڑکی شادی کرنا چاہتی ہے اس سے شادی نہ کرے تو وہ عاضل یعنی شادی سے روکنے والا شمار ہوگا

لیکن اگر وہ عورت برابری کے رشتہ کے علاوہ کسی اور سے شادی کا مطالبہ کرے تو پھر ولی کو روکنے کا حق حاصل ہے، اس صورت میں وہ عاضل شمار نہیں ہوگا" انتہی

دیکھیں : المغنی (383/9).

غالب طور پر اس طرح کی حالت میں ولی شادی نہیں کرتے تو عورت کے لیے اپنا مسئلہ شرعی قاضی کے پاس لے جانے میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ قاضی اس کے ولی کو طلب کریگا اگر وہ اس کی شادی کرنے سے انکار کرتے ہیں تو وہ خود اس عورت کی شادی کر دیگا

اور پھر اوپر بیان کردہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"اگر جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں اس کا حاکم ولی ہے"

اس بنا پر آپ کا یہ نکاح صحیح ہے، اسے توڑنا جائز نہیں؛ کیونکہ والد کے شادی سے منع کر دینے کے بعد شرعی قاضی نے ولی بن کر نکاح کیا ہے

چہارم :

آپ کے لیے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور صلہ رحمی کرنا واجب ہے، چاہے آپ ٹیلی فون کے ذریعہ اچھی کلام کر کے ہی حسن سلوک کرتی رہیں، حتی کہ ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے اور وہ ٹھنڈے ہو جائیں، اور آپ والدین کو ملتی بھی رہیں، کیونکہ والدین کا حق بہت عظیم ہے، اسی لیے قرآن مجید میں اس کی وصیت بار بار کی گئی ہے :

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے، ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ شریک کر لیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیئے، تم سب کا میری ہی طرف لوٹنا ہے، پھر میں ہر اس چیز کی جو تم کرتے ہو خبر دونگا العنکبوت (7).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا، اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے، کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھ کو علم نہیں تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا، اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کرونگا لقمان (14-15).

آپ کے لیے ان سے قطع تعلقی کرنا جائز نہیں، بلکہ آپ انکو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں، اور انہیں مطمئن کریں، اور انہیں تحفہ جات اور مال دیں تاکہ ان کے دل کو جیت سکیں، اور ان کے لیے اللہ تعالی سے ہدایت کی دعا کریں

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ایسے کام کرنے کی توفیق دے جنہیں وہ پسند کرتا اور جن پر راضی ہوتا ہے

واللہ اعلم.

اسلام سوال و جواب

98244